بسم اللہ الرحمن الرحیم

نُصرۃ نے ہی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کو دارُ الاسلام بنایا

ہر سال جب محرم کے بابرکت مہینے سے ہجری سال کا آغاز ہوتا ہے تو مسلمانوں کو 1400 سال قبل دارالاسلام مدینہ منورہ کی طرف رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کا عظیم الشان واقعہ یاد آجاتا ہے، کیونکہ اسی ہجرت کے بعد محرم کے مہینے سے اسلامی کیلنڈر کو شروع کیا گیا تھا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اولین مسلمانوں کو عزت وشرف بخشا، اپنی عالیشان کتاب قرآنِ مجید میں ان کی تعریف بیان کی اور انہیں اجرِ عظیم سے نوازا۔ وہ اولین مسلمان، وہ دو سعادت مند گروہ جنہوں نے اسلامی ریاست کے قیام کے عظیم مشن کو پورا کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں مہاجرین اور انصار کے نام سے مخاطب کیا ہے۔ مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس دین کی خاطر ہجرت کی اور انصار وہ ہیں جنہوں نے اس دین کیلئے نُصرَۃ دی۔ یہ ہجرت دراصل اسلامی ریاست کے قیام کا اعلان تھا اور اسلام کے گھر یا زمین (دارالاسلام) کی جانب منتقل ہونا تھا، جبکہ نُصرَۃ اسی ہجرت کی خاطر اور دارالاسلام کے قیام کیلئے تھی۔ پس نُصرَۃ اور انصار کے بغیر نہ تو ہجرت ہوتی اور نہ ہی مہاجرین، مہاجرین کہلاتے۔ اس لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان، جو اکثر و بیشتر قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہو اور اس تلاوت میں وہ انصار و مہاجرین کے فضائل کا تذکرہ پڑھتا ہو، وہ ہجرت اور نُصرہ کی فضیلت سے صَرف نظر کرسکے؟

چونکہ ہم نُصرۃ پر بحث کر رہے ہیں جس کے بعد ہجرت وقوع پذیر ہوئی، اس لیے ہمارے لئے ناگزیر ہے کہ ہم نبی ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں اور اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کریں۔ نبی ﷺ کی مکی زندگی کا محور اسلام کے نفاذ کے لئے ایک دار (گھر) قائم کرنا تھا، جسے دارالاسلام کہتے ہیں۔ آپ ﷺ ایک سوچے سمجھے ہدف کے ساتھ ایک واضح متعین راستے پر چلے تاکہ بعد کی نسلیں دارالاسلام کی غیر موجودگی کی صورت میں اس کے قیام کیلئے نہ صرف اس راستے کی پیروی کرسکیں، بلکہ اس راستے کی اتباع کرنا ان کیلئے لازم ہو۔

ہجرت سے تین سال قبل 10 سنِ نبوی کو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہوا۔ ابوطالب، جنہوں نے کسی حد تک آپ کے لیے حفاظت کا سامان کر رکھا تھا جس کے باعث آپ ﷺ بخیر و عافیت اسلام کی دعوت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے، کی وفات کے بعد نبی ﷺ نے محسوس کیا کہ مکہ کا معاشرہ اسلام کی دعوت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے اور نہ ہی مکہ میں اسلام اور اسلام کے افکار کیلئے رائے عامہ ہموار ہے۔ یہ وہ مرحلہ تھا جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نُصرۃ طلب کرنے کا حکم دیا۔

نُصرَة لغت میں "احسن انداز میں مدد" کو کہتے ہیں۔ عربی لغات میں بیان کیا گیا ہے کہ **نصر** کا مطلب ظلم کے شکار لوگوں کی مدد کرنا ہے، اور انصار کا معنی ہے وہ گروہ جو مدد مہیا کرے۔ سیرۃ ابنِ ہشام کے باب "نبی ﷺ کی قبیلہ بنو ثقیف سے نُصرۃ حاصل کرنے کی کوشش" کے ذیل میں درج ہے: **قال ابن اسحاق: ولما هلک ابو طالب، نالت قريش من رسول الله ﷺ من الاذى ما لم تكن تنال منه فی حياة عمه ابی طالب، فخرج رسول الله ﷺ الى الطائف يلتمس النصرة من ثقيف، والمنعة بهم من قومه، ورجاء ان يقبلوا منه ما جاء هم من الله عز وجل فخرج اليهم وحده** "**ابنِ اسحاق بیان کرتے ہیں: جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو قریش نے نبی ﷺ کو اتنی اذیتیں دیں جتنی کہ وہ ان کی موجودگی میں کبھی نہیں دے سکتے تھے۔ پس نبی ﷺ طائف روانہ ہوئے تاکہ ان سے نُصرۃ طلب کر سکیں اور ان سے کہہ سکیں کہ وہ اس پر ایمان لائیں جو آپ ﷺ پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ اکیلے طائف روانہ ہوئے تھے**"۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: لما امر الله نبيه ان يعرض نفسه على قبائل العرب، خرج و انا منه و ابوبكر الى منى، حتى دفعنا الى مجلس من مجالس العرب "جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ حکم دیا کہ وہ قبائلِ عرب کے سامنے اپنے آپ کو پیش کریں تو آپ ﷺ میرے اور ابو بکرؓ کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے جہاں پر عربوں کی ایک مجلس ہو رہی تھی"۔ (ابنِ حجر عسقلانی نے فتح الباری، تحفۃ الاحوذی اور الکلام میں، نیز حاکم اور ابو نعیم نے اور بیہقی نے الدلائل میں قوی راویوں سے اس حدیث کو روایت کیا)۔

پس یہ واضح ہے کہ نبی ﷺ کی طرف سے اپنے آپ کو عرب قبائل پر پیش کرنا، ان سے نُصرۃ طلب کرنا نیز اس نُصرۃ کو طلب کرنے کا وقت، سب براہِ راست اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے تھا، جیسا کہ علی بن ابی طالبؓ کی درج بالا روایت سے واضح ہے۔ اس حکم کا وقت اس بات سے مطابقت رکھتا ہے کہ نبی ﷺ ابو طالب کے انتقال کے باعث مدد اور حفاظت کھو چکے تھے۔ قریش اب نبی ﷺ کو کھلا چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھے کہ وہ اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے رہیں۔ مزید بر آں نبی ﷺ کو مکہ کے معاشرے سے امید نہیں تھی کہ وہ آپ ﷺ کے اقتدار و اختیار کو تسلیم کرتے کیونکہ مکہ کے معاشرے کی رائے عامہ اسلام کیلئے ہموار نہ تھی۔ پس اس موقع پر آپ ﷺ کو نُصرۃ طلب کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ دعوت کو سہارا مل سکے اور اسلام کو اس مقام پر لایا جاسکے کہ جہاں اسلام کو اتھارٹی حاصل ہو اور اسلام کے احکامات کا جامع انداز میں نفاذ ہوسکے۔ نبی ﷺ نے نصرۃ طلب کرنے کی ابتدا طائف سے کی، جس کا شمار اس وقت جزیرۃ العرب کے طاقتور ترین قبائل میں ہوتا تھا۔ درحقیقت یہ قبیلہ طاقت، عزت اور مرتبے میں قریش کے ہم پلہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب ولید بن مغیرہ

نے محمد ﷺ پر قرآن کے نزول کا انکار کیا تو اس نے کہا کہ آخر کیوں یہ کتاب قریش اور طائف کے شرفاء پر نازل نہ ہوئی، اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان الفاظ میں کیا ہے:**(وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ) "اور وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن کیوں دو شہروں(مکہ اور طائف)کے بڑے آدمیوں پر نازل نہیں کیا گیا"**(سورۃ الزخرف: 31)۔ اہلِ طائف کی طاقت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسلامی ریاست کے قیام کے بعد بھی طائف آسانی سے فتح نہ ہو پایا۔ اس کا محاصرہ کیا گیا اور دونوں جانب بھاری جانی نقصان ہوا یہاں تک کہ منجنیقوں کے ذریعے اہلِ طائف کی مزاحمت توڑنے کی کوشش کی گئی۔

نبی ﷺ طائف کے سرداروں اور شرفاء سے ملنے وہاں گئے۔ وہ طائف کے تین سرداروں سے ملے اور ان سے اسلام اور نُصرۃ سے متعلق بات کی۔ تاہم نبی ﷺ خالی ہاتھ واپس لوٹے کیونکہ ان سرداروں نے آپ ﷺ کو نُصرۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ آغاز تھا۔ نبی ﷺ طائف سے واپس لوٹے اور مکہ کے نواح میں مطعم بن عدی کے پاس ٹھہرے اور حج کے اوقات میں عرب کے دیگر طاقتور قبائل سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ قبائلی سردار خود مختار تھے اور ان کی حیثیت آج کی حکومتوں کے سربراہوں جیسی تھی۔ سیرت ابنِ ہشام کے باب:"نبی ﷺ کا اپنے آپ کو قبائل پر پیش کرنا" میں بیان کیا گیا ہے کہ ابنِ اسحٰق نے روایت کیا:**((ثم قدم رسول الله ﷺ مكة، و قومه اشد ما كانوا عليه من خلافه...، فكان رسول الله ﷺ يعرض نفسه فى المواسم اذا كانت على قبائل العرب يدعوهم الى الله، و يخبرهم انه نبى مرسل، و يسألهم ان يصدقوه و يمنعوه حتى يبين (لهم) الله ما بعثه به)) "نبی ﷺ مکہ واپس آئے تو قریش پہلے سے بھی زیادہ شدید ہو گئے...پس نبی ﷺ نے حج کے اوقات میں مختلف قبائل سے رابطہ کیا۔ آپ ﷺ اُنہیں بتاتے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں اور ان پر زور دیتے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ کی حفاظت کریں یہاں تک کہ اللہ اُسے ظاہر کر دے جو اللہ نے نازل کیا ہے"۔**

سیرت کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ حج کے اوقات میں ہر اس شخص سے رابطہ کرتے جو کسی عزت و طاقت کے مقام پر فائز تھا۔ سیرت ابنِ ہشام کے باب:"نبی ﷺ کا اوقاتِ حج میں عربوں سے رابطہ" میں درج ہے کہ ابنِ اسحٰق بیان کرتے ہیں:**((فكان رسول الله ﷺ على ذلک من امره، كلما اجتمع له الناس بالموسم اتاهم يدعو القبائل الى الله و الى الاسلام، و يعرض عليهم نفسه و ما جاء به من الله من الهدى والرحمة، و هو لا يسمع بقادم يقدم مكة من العرب له اسم و شرف، الا تصدى له فد عاه الى الله و عرض عليه ما عنده)) "دورانِ حج جب بھی نبی ﷺ لوگوں سے ملتے تو مستقل مزاجی کے**

ساتھ (طلبِ نصرۃ اور حفاظت) کے معاملے کے پیچھے لگے رہتے۔ آپ ﷺ قبائل کو اسلام کی جانب بلاتے اور اپنے آپ کو اور جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا تھا، اسے قبائل پر پیش کرتے۔ نبی ﷺ نے ایسے کسی بندے کو نہ چھوڑا جو تھوڑے سے بھی شرف و مرتبے کا حامل ہو اور جس نے مکہ کا سفر کیا ہو، کہ آپ نے اسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب نہ بلایا ہو اور اپنی دعوت پیش نہ کی ہو"۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نُصرہ کی تلاش میں بنی کلب کے پاس گئے اور انھوں نے آپ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ یمامہ کے قبیلے بنی حنیفہ کے پاس گئے اور وہ تمام عربوں میں سے سب سے زیادہ گستاخی سے پیش آئے۔ آپ بنی عامر بن صَعصَعہ کے پاس گئے لیکن انھوں نے یہ شرط رکھی کہ آپ کے بعد اختیار (اتھارٹی و حکومت) ان کو دیا جائے گا، آپ ﷺ نے اس مشروط پیشکش کو مسترد کر دیا۔ پھر آپ ﷺ یمن کے بنی کندہ کے خیموں میں گئے اور انھوں نے بھی آپ ﷺ کے بعد اتھارٹی اپنے ہاتھ میں ہونے کا مطالبہ کیا، پس آپ ﷺ نے ان کی نُصرۃ کی پیش کش مسترد کر دی۔ آپ ﷺ بنی بکر بن وائل کے خیموں میں گئے، انھوں نے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ لینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ سلطنتِ فارس کی سرحد کے پاس رہتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے بنی ربیعہ کے خیموں کا دورہ کیا تو انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ بنی شعبان سے ان کے خیموں میں ملے، یہ قبیلہ بھی سلطنتِ فارس کی سرحد کے قریب رہتا تھا۔ بنی شعبان نے نبی ﷺ کو پیش کش کی کہ وہ عربوں سے تو آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے تیار ہیں، تاہم انھوں نے فارس سے حفاظت پر معذوری کا اظہار کیا، پس نبی ﷺ نے انہیں جواب دیا: **((ما اساتم الرد اذ افصحتم بالصدق، انه لا يقوم بدين الله الا من حاطه من جميع جوانبه)) "یہ کچھ برا نہیں ہے کہ تم نے کھل کر بیان کر دیا ہے کہ تمھیں یہ پیشکش قبول نہیں ہے۔ اللہ کے اس دین کے لیے صرف وہی کھڑے ہو سکتے ہیں جو ہر طرف سے اس دین کی حفاظت کر سکیں"۔**

نبی ﷺ نے مختلف قبائل کے انکار کے باوجود طلبِ نُصرۃ کا عمل جاری رکھا، نبی ﷺ نہ توڈگمگائے، اور نہ ہی مایوس ہوئے اور نہ ہی آپ نے اس طریقہ کار کو تبدیل کیا۔ 'زادالمعاد' میں واقدی سے روایت ہے، جو بیان کرتے ہیں: **((... القبائل الذين اتاهم رسول الله ﷺ ودعاهم و عرض نفسه عليهم بنو عامر بن صعصعة، و محارب بن حفصة، و فزارة، و غسان، و مرة، و حنيفة، و سُليم، و عبس، و بنو النضر، و بنو البكائ، و كندة، و كلب، و الحارث بن كعب، و عدرة، و الحضارمة، فلم يستجب منهم احد)) ... "نبی ﷺ جن قبائل سے ملے اور انہیں دعوت دی اور ان پر اپنے آپ کو نُصرۃ کے لیے پیش کیا، ان میں بنی عامر بن**

صعصعہ، محارب ابن حفصہ، فزارہ، غسّان، مُرّہ، حنیفہ، سُلیم، عبس، بنو نضر، بنو بکاء، کندہ، کلب، حارث ابن کعب، عُدرہ اور حضارِ مہ کے قبیلے شامل ہیں، کسی نے بھی دعوت قبول نہ کی"۔

نبی ﷺ مسلسل نُصرہ طلب کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس دین کو نُصرہ سے نوازا۔ سیرت ابنِ ہشام میں ابنِ اسحاق سے مروی ہے:**((فلما اراد الله عز وجل اظهار دينه و اعزاز نبيه ﷺ وانجاز موعده له خرج رسول الله ﷺ فی الموسم الذی لقيه فيه النفر من الانصار، فعرض نفسه على قبائل العرب، كما كان يصنع فی كل موسم، فبينما هو عند العقبة لقی رهطا من الخزرج اراد الله بهم خيرا))"جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس دین کے غلبے، اپنے نبی کو شرف بخشنے اور اپنے وعدے کی تکمیل کا ارادہ کیا، تو نبی ﷺ حج کے اوقات میں نکلے اور ان کی ملاقات انصار کے کچھ لوگوں سے ہو گئی۔ نبی ﷺ نے اپنے آپ کو عرب قبائل پر پیش کیا جیسا کہ آپ ﷺ اس سے پہلے کرتے رہے تھے۔ پس آپ 'العقبہ' کے مقام پر تھے، جہاں آپ نے قبیلہ خزرج کے اُن افراد سے ملاقات کی، جنہیں اللہ بھلائی عطا کرنا چاہتا تھا"۔**

خزرج کے ان افراد نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کی اور وہ قبیلہ اوس سے اپنے تنازعات سلجھانے کیلئے واپس چلے گئے۔ اگلے سال وہ 12 افراد کے ساتھ آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ عقبہ کے مقام پر ملاقات کی۔ یہاں پر عقبہ کی پہلی بیعت ہوئی۔ پھر جب مدینہ کا معاشرہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی کوششوں کے باعث تیار ہو گیا تو مدینہ کے شرفاء نے نبی ﷺ سے ملاقات کی تاکہ وہ آپ ﷺ کو نُصرۃ اور حفاظت پیشکش کر سکیں۔ پس وہ دوبارہ نبی ﷺ سے عقبہ میں ملے اور یہاں انھوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی۔ یہ بیعت نبی ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کی بیعت تھی۔ سیرت ابنِ ہشام نے اس بیعت کو روایت کیا ہے :**((ابايعكم على ان تمنعونی مما تمنعون منه نسائكم و ابنائكم۔ قال: فاخذ البراء بن معرور بيده ثم قال: نعم والذی بعثك بالحق (نبيا) لنمنعنك مما نمنع منه ازرنا، فبايعنا يا رسول الله ﷺ، فنحن والله ابناء الحروب و اهل الحلقة ورثناها كابرا(عن كابر)) "میں تم لوگوں سے بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ایسی حفاظت کرو گے جیسے کہ اپنے بیوی بچوں کی کرتے ہو۔" بَراء بن معرور نے نبی ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا: بیشک اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا، ہم آپ کی ایسی حفاظت کریں گے جیسے کہ ہم اپنی اولاد کی کرتے ہیں، یارسول اللہ! ہم سے بیعت لیجئے، اللہ کی قسم ہم جنگوں کے بیٹے ہیں اور سامانِ حرب ہمارے لئے کھلونوں کی مانند ہیں، اور یہ بات ہمارے آباؤ اجداد سے ہم میں میراث کے طور پر چلی آرہی ہے"۔**

اے پاکستان کے مسلمانو! اے پاکستان کے مسلمانوں کے علمائے کرام!

اسلام کی حکمرانی کے لیے نصرة کا حصول رسول اللہ ﷺ کی سنت اور طریقہ ہے، اس طریقے پر چل کر نبی ﷺ نے یثرب کے تقسیم شدہ معاشرے کو اسلام کے قلعے، مدینة المنورہ میں تبدیل کر دیا۔

حزب التحریر ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ ہی کے طریقے پر چلتے ہوئے خلافت کے قیام کی جدوجہد کر رہی ہے۔ اس کے شباب ہمیں کفر سے خبردار کرتے ہیں اور ہم سے اسلام اور اس کی خلافت کی مدد وحمایت کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور حزب التحریر کے امیر، اعلیٰ پائے کے فقیہ اور رہنما، شیخ عطا بن خلیل ابو الرَشتہ، اپنی جان خطرے میں ڈال کر اس دین کے لیے مسلم افواج سے نصرة حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ اب یہ ہم میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ ہم حزب التحریر میں شامل ہو جائیں اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلتے ہوئے خلافت کو قائم کر دیں اور ظلم کی حکمرانی کے خاتمے میں اپنا حصہ ڈالیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: **((ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ اَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَاءَ اَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ))** **"پھر ظالمانہ حکومت کا دَور ہو گا جو اُس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کر دے گا۔ پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت قائم ہو گی۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے"۔**

اے افواج پاکستان میں موجود مسلمانو! اے اہلِ نُصرة! اے موجودہ دور کے انصارو!

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کار اسلام کے قیام کے لیے اہلِ قوت سے نُصرة (مادّی مدد) حاصل کرنے کا تقاضا کرتا ہے اور تم میں سے ہر ایک یہ نُصرة دینے کی قابلیت رکھتا ہے۔ تمہارے بیٹے، بیٹیاں، بھائی، بہنیں اور مائیں تمہیں پکارتی ہیں کہ تم اپنی ذمہ داری کو پورا کرو۔ نصرة کا معاملہ تمہارا ہے اور یہ وقت بھی تمہارا ہے، لہٰذا اگر تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اپنی ذمہ داری کو پورا کرو گے تو تم یقیناً کامیاب رہو گے۔ کفریہ جمہوریت کی حمایت کر کے، جسے لوگوں کی حمایت بھی حاصل نہیں ہے، اپنی امت اور اپنے حلف سے غداری مت کرو۔ اور جنہوں نے ہماری قیادت کی صفوں کو داغدار کر دیا ہے؛ ایسے لوگوں کی زندگی کی خاطر اپنی آخرت کو برباد مت کرو! حزب التحریر کو نصرة فراہم کر کے رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر خلافت کو قائم کر دو۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب رہے اور کفر اور ان کے لوگوں پر غالب آ گئے تو تمہارا یہ عمل تمہاری اور امتِ مسلمہ کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دے گا۔

﴿إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾

"اگر اللہ تعالی تمھاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمھیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے "(آل عمران:160)

1 محرم 1443ھ

9اگست 2021ء

حزب التحریر

ولایہ پاکستان